اورنگزیب یوسفزئی

جولائی 2015

صوم کے موضوع پر قرآنی مباحث

صوم ایک اہم قرآنی اصطلاح ہے۔ ہمیں اپنی تاریخ سے اس اصطلاح کی ایک بے بنیاد اور گمراہ کن تعریف بطور ورثہ ملی ہے۔ کیونکہ امت مسلمہ کو تقریبا" ابتدا ہی سے سوچ و فکر کی راہ سے ہٹا کر اندھی تقلید کی راہ پر لگا دیا گیا ہے، اس لیے ہم سب بغیر تحقیق و تجزیہ صوم کی اس موروثی گمراہ کن تعریف کی پیروی ایک انتہائی مضبوط جڑیں رکھنے والی رسم یا رواج کے طور پر کرتے چلے آئے ہیں۔ جب کہ قرآن کی رُو سے یہ ایک باطل عمل ہے۔ ایک رائج العام بدعت ہے۔

یہ اندھی پیروی ہمیں سال کے ایک مخصوص مہینے میں، "روزے" کے نام پر، فجر سے مغرب تک بھوکا اور پیاسا رہنے پر مجبور کرتی ہے۔ اس خود اذیتی کے عمل کو "عبادت" کہا اور سمجھا جاتا ہے۔ لگ بھگ دو یا ڈھائی دہائیاں قبل اس رسم کا نفاذ خاصا آزادانہ تناظر رکھتا تھا۔ کوئی بھی غیر روزہ دار کسی بھی طعام گاہ میں پردے کے پیچھے بیٹھ کر اپنی حاجت روائی بآسانی کر سکتا تھا اور روزے دار یا مذہب کے ٹھیکیدار مولوی کو اس سے کوئی سروکار نہیں ہوتا تھا۔ لیکن بعد ازاں مولویت کے عروج و اقتدار کے باعث اور مذہبی انتہا پسندی کی ترویج کے سبب، اب وطنِ عزیز کے طول و عرض میں اس کی پابندی ظالمانہ جبر کے ذریعے کروائی جاتی ہے۔ کوئی کمزور، مریض، مسافر، محنت کش کسی بھی عذر کی بنا پر اب اس ملک میں پبلک مقامات پر کسی آڑ میں بیٹھ کر بھی اپنی بھوک و پیاس مٹانے کی کوئی تدبیر نہیں کر سکتا۔ اگر ایسا کرتا ہوا پایا جائے تو "نوبت بہ ایں جا رسید" کہ اسے شدید زدوکوب کیا جاتا ہے۔ عموما" اس زدوکوب کرنے والے گروہ میں اکثریت ان بہروپیوں کی ہوتی ہے جو خود بھی روزہ دار نہیں ہوتے۔ لیکن اپنا تقویٰ اور پرہیزگاری ثابت کرنے کے لیے اس شیطانی مار پٹائی کے عمل میں زور شور سے شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ منافقت، جبر و اکراہ اور بدکرداری کی انتہاء ہے۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق دین کے معاملات میں کوئی جبر و اکراہ جائز نہیں ہے۔

دراصل اسلامی تحریک کے عروج کی ابتداء ہی میں، لگ بھگ صرف 35 سال بعد ہی، اس تحریک سے حاصل شدہ تمام کامیابیوں اور کامرانیوں پر عرب جاہلیہ کے سرداران کے سب سے بڑے اور طاقتور خانوادے، بنو امیہ، نے غاصبانہ قبضہ جما لیا تھا۔ یہ غاصبانہ قبضہ اپنا ایک نہایت گہرا تاریخی پسِ منظر رکھتا ہے جو فی الوقت ہمارے اس مضمون کے احاطے سے خارج ہے۔ کیونکہ یہ غاصبانہ قبضہ بنیادی طور پر تحریکِ اسلامی کے خلاف اور حکومتِ الٰہیہ اسلامیہ کی ضد میں بر سرِ عمل لایا گیا تھا، اور تمام تر رائج الوقت قرآنی اصول و اقدار اور نظریے کی دھجیاں اُڑاتا تھا، اس لیے ضروری سمجھا گیا کہ

اسلامی نظریے کے ماخذ الہامی صحیفے، یعنی قرآن کے معانی و مفاہیم کو مسخ کر کے، ان کی حقیقت کے بالکل برعکس، ایک نئی ترجمانی و تعبیر کر دی جائے۔ اس مذموم مقصد کے تحت نہایت ہوشیاری اور منصوبہ بندی سے کام لیتے ہوئے من گھڑت شرحوں اور تفاسیر کی بھرمار کر دی گئی جن میں ایسے کرتب دکھائے گئے کہ غاصبانہ ملوکیتی اور موروثی جابرانہ حکومتوں کو اسلامی خلافت کی شکل میں ڈھال دیا گیا۔ شاہانہ شان و شوکت اور حزم و حشم کو عین اسلام قرار دے دیا گیا۔ اسلامی احکامات و اقدار کو رسوماتی پرستش اور دیومالائی عقائد میں بدل دیا گیا۔ اسی ضمن میں ہماری زیرِ نظر قرآنی اصطلاح "صوم" کو بھی، جو کسی بھی ظلم و جبر کی صورتِ حال سے "اجتناب کرنے" اور اس میں قطعا" شریک نہ ہونے کی تلقین کرنے کے لیے استعمال کی گئی تھی، "بھوک و پیاس" سے اجتناب کرنے میں بدل ڈالا گیا۔

تو آیئے اب قرآنِ خالص کی روشنی میں انتہائی شعوری (Rational) انداز میں عقلی دلائل کے ساتھ یہ ثابت کرتے ہیں کہ "صوم" کا رائج الوقت ترجمہ اور اس کے نتیجے میں تمام عالمِ اسلام میں رائج بھوکا پیاسا رہنے کی یہ بدعت کیسے مبنی بر سازش ہے۔۔۔۔۔ اور کیسے یہ ایک گمراہ کن، فضول اور باطل رسم ہے جو مسلمان کو تعلیم یافتہ باشعور دنیا کے سامنے ایک احمق اور پسماندہ انسانی نسل کے طور پر پیش کرنے میں ایک مستقل اور دائمی کردار ادا کر رہی ہے۔

صوم کا بہت ہی سیدھا اور سادہ معنی "رک جانا" ہے۔ یہیں سے گہرا ادبی اور مجازی معنی "اجتناب کرنا"، "پرہیز کرنا"، "بچ جانا"، "گریز کی راہ اختیار کرنا" ہے۔ کوئی بھی دیگر معنی لینے کے لیے "صوم" کے ساتھ کوئی اور لاحقہ لگنا ضروری ہے۔ جیسے "صامت الشمس"، صامت الریح"۔ اور کھانے پینے سے رکنے کا معنی دینے کے لیے ضروری ہے کہ "صام عن الطعام" لکھا جائے، وغیرہ وغیرہ۔ "صیام" کی شکل میں یہ اجتناب اور پرہیز کا ایک نظام یا طریقِ کار کے معنی دیتا ہے۔ "الصیام" بن کر جب یہ قرآن کے تناظر میں لکھا جاتا ہے تو مراد ہے: اللہ کی تعلیمات کے مطابق منکرات سے پرہیز و اجتناب کا نظام یا تربیت"۔

1) الصیام

1) ایک آیتِ مبارکہ جو بھوکا رہنے کا فلسفہ حتمی طور پر خارج کر دیتی ہے:-

183/2: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

ترجمہ: اے اہلِ امن و ایمان، الصیام تمہارے لیے لکھ دیا یعنی لازم کر دیا گیا ہے بالکل ایسے جیسے تم سے ما قبل کی قوموں پر لازم کر دیا گیا تھا تا کہ تم،،،،، متقی، پرہیز گار، محتاط،،،، ہو جاؤ۔"

اب:

1) اگر یہاں الصیام کو بھوکا رہنا کے معنی میں لیا جاتا ہے تو،،،، حیرت انگیز حقیقت سامنے آتی ہے کہ،،،،، کسی بھی ما قبل کی قوم کو ایک پورا مہینہ، فجر سے مغرب تک بھوکا رہنے کا حکم نہیں دیا گیا۔ پس، اس غلط ترجمے سے اللہ کا فرمان (نعوذ باللہ) جھوٹا ثابت ہو جاتا ہے؟؟؟؟ کیا اللہ کا فرمان جھوٹا ہو سکتا ہے؟۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہر گز نہیں۔

2) اگر الصیام کو "پرہیز گاری کا ایک ڈسپلن" کے معنی میں لیا جاتا ہے، تو الٰہی فرمان بالکل سچا ثابت ہو جاتا ہے،،،، کیونکہ ہر ما قبل میں گذرنے والی قوم کو "پرہیز گاری" کا حکم دیا گیا تھا۔

پس،،،،، خود ہی فیصلہ کریں کہ اس "الصیام" کا کیا معنی لیا جانا چاہیئے،،،، بھوک، پیاس کا روزہ،،،،، یا،،،، شیطانی اعمال سے پرہیز و اجتناب!!!!!!

اس کے فورا" بعد آنے والی آیت جو معاملے کو اور بھی نکھار کر پیش کر دیتی ہے (تصوموا) :-

أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۚ وَعَلَى الَّذِينَ يُطِيقُونَهُ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِينٍ ۖ فَمَن تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهُ ۚ وَأَن تَصُومُوا خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ (١٨٤)

کیونکہ یہ تمہارے لیے ایک عظیم مقصد کی تیاریوں کے دن [أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ] ہیں لہٰذا تم میں سے وہ جو ابھی اپنے ایمان و ایقان کے بارے میں کمزوری یا شبہ میں مبتلا ہوں [مَّرِيضًا]، یا ابھی جستجوئے حق کے سفر کے درمیان میں ہوں [عَلَىٰ سَفَرٍ] تو انہیں چاہیے کہ وہ اپنی تیاری آنے والے دنوں کے لیے موخر کر دیں۔ نیز وہ لوگ جو کسی بھی سبب سے اس فریضے کو بہ مشقت یا بمشکل انجام دے سکتے ہوں [يُطِيقُونَهُ] ہوں تو ان کے لیے واجب ہے کہ اس تقصیر یا کوتاہی کے بدل یا تلافی کے طور پر [فِدْيَةٌ] مساکین کی ضروریات پوری کریں کیونکہ جو بھی مال و دولت رضاکارانہ طور پر عطیہ کرے (تَطَوَّعَ) تو یہ اس کے حق میں بھلائی (خَيْرًا) یعنی اس کی شعوری ذات کے ارتقاء کا باعث ہو گا۔ اور اگر تم سب ان مخصوص امور میں پرہیز کی راہ اختیار کرو گے [تَصُومُوا] تو تم سب کے لیے اس میں بھلائی یعنی ارتقاء کا راستہ ہے اگر تم یہ حقیقت اچھی طرح جان لو۔

2) مریم کا صوم

لیجیئے کھانے اور پینے کی روشنی میں، یعنی فزیکل تناظر میں اللہ کا فرمان آپ کی توجہ کے لیے پیش کر دیتے ہیں۔ (یہ ایک الگ نظریہ ہے کہ کیا یہاں کھانا اور پینا واقعی فزیکل کھانا پینا ہے یا مجازی) ۔ حضرت مریم کے صوم پر نظر ڈالتے ہیں:- (19/26)

فَكُلِي وَاشْرَبِي وَقَرِّي عَيْنًا ۖ فَإِمَّا تَرَيِنَّ مِنَ الْبَشَرِ أَحَدًا فَقُولِي إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا فَلَنْ أُكَلِّمَ الْيَوْمَ إِنسِيًّا ۔

"پس تُو کھا اور پی اور اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا رکھ۔ پھر تو انسانوں میں سے کسی کا سامنا کرے تو اسے کہ دینا کہ میں نے رحمان کی نذر ایک صوم کیا ہے اس

لیے آج سے کوئی انسانی کلام نہیں کروں گی"۔
اب دیکھیں کہ یہاں مریم "روزہ" (صوم) رکھ کر کھانا پینا کر رہی ہیں کیونکہ ان کا خالق خود اُن سے یہ کرنے کے لیے کہہ رہا ہے!!!!
تو کیا اس واضح اور قرآن سے ثابت شدہ تضاد اور تناقض کے بعد بھی کیا ہم "صوم" یا "صیام" کو کھانے پینے سے مشروط کریں گے ؟
یقینا" ہم نہیں کرسکتے! حضرت مریم کا صوم تو خود قرآن کی رُو سے وہ "پرہیز و اجتناب" ہے جو کھاتے اور پیتے ہوئے مد نظر رکھنا ہے۔

ویسے بھی انسانی کامن سینس کہتی ہے کہ کھانے اور پینے کے بغیر کوئی بھی کام بحسن وخوبی انجام نہیں دیا جاسکتا کیونکہ یہ انسانی جسم کا ایک فطری تقاضہ ہے جس کے بغیر کام کرنے کے لیے توانائی پیدا نہیں ہو سکتی۔ اور طبیعی قوانین کی خلاف ورزی کروا کر انسان کو تکلیف میں مبتلا کرنا اللہ تعالیٰ کا منشاء و مقصود نہیں ہو سکتا تھا۔ بھوک کو تو اللہ کا عذاب قرار دیا گیا ہے۔

3) رمضان:

" قرآن کی رُو سے "روزوں کا کوئی مہینہ" اپنا وجود نہیں رکھتا"۔
اور دیکھیے کہ ایک اور آیت کا صرف ایک ہی جزء، صرف ذرا سا غور کرنے پر، ایک بار پھر، "شہر رمضان" یعنی "روزوں کے مہینے" کا سارا مفروضہ باطل قرار دے دیتا ہے۔ وہ جزء ہے– 2/185: شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ---------

عہدِ ملوکیت کی تفسیر اور اس کے تابع ترجمہ کہتا ہے: " رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا" ؟؟؟
کیا واقعی قرآن کسی ایک "ماہ" میں نازل کیا گیا؟؟؟-----ظاہر ہے کہ ہر گز نہیں۔
قرآن تو نجما" نجما" 23 سال کے طویل دورانیے میں نازل کیا گیا--!!! کوئی بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کرتا۔
تو پھر کیا یہ خدائی فرمان جھوٹ ہے؟؟؟
ظاہر ہے کہ ایسا نہیں ہو سکتا--- بلکہ ہمارا قبول کردہ ترجمہ ضرور غلط ہو سکتا ہے------ تو ثابت ہوا کہ یہاں "شہر رمضان" کا ترجمہ قطعا" مسخ کر دیا گیا ہے، اسی لیے خدائی فرمان جھوٹ پر مبنی نظر آتا ہے (نعوذ باللہ)۔
آیت زیرِ بحث میں مندرج خدائی فرمان تو تب ہی بالکل حقیقت ثابت ہو سکتا ہے جب ہم کہیں کہ :-
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ-----کا معنی ہے:
"ظلم و استحصال و بربریت کی انسانیت کو جلا کر بھسم کر دینے والی (رَمَضَانَ) وہ مسلط کردہ صورتِ حال (رَمَضَانَ) جس کے بارے میں، یا جس

کے تدارک میں قرآن نازل کیا گیا" -----۔

کیا ہم واقعی قرآن میں نہایت صراحت سے لکھی ہوئی اتنی سی بات نہیں سمجھ سکتے ؟

اور کیا واقعی اپنے موروثی اعتقادات کو قرآن کی روشنی میں تبدیل کر لینا ایک بڑے بھاری بوجھ کی حامل مہم ہے ؟

کیا ہم قرآنی حقیقت سے چشم پوشی کے لیے یہاں یہ "لنگڑی تاویل" دیں گے کہ -----"نہیں، قرآن کا تو نزول رمضان کے مہینے میں ---"شروع"---ہوا تھا"؟؟؟

لیکن کیا ہماری اس تاویل ("شروع") کو قرآن کی سند دستیاب ہے ؟---ہر گز نہیں---یہ لنگڑی اسی لیے ہے کہ بغیر سند ہے!!!

چلیں، یہ سوچتے ہیں کہ اگر واقعی کوئی "رمضان کا برکتوں اور رحمتوں کا مہینہ ہے" تو اس میں آج تک ڈیڑھ ہزار سال بھوک و پیاس کے روزے رکھنے کے باوجود کیا مطلوبہ نتائج نکل سکے ہیں ؟؟؟-----تقویٰ ؟------کہاں ہے تقویٰ جو اس عمل سے پیدا ہونا چاہیئے تھا؟

کیا امت مسلمہ میں مجموعی سطح پر ذرا سی بھی سیرت و کردار میں ترقی کہیں نظر آتی ہے ؟----سوچیے ! ------یقینا" ہم غلط راستہ ناپ رہے ہیں!!!

پس صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیے۔

قرآن ہر گز کسی رمضان یا روزوں کے مہینے کا ذکر نہیں کرتا۔

آیئے اب اسی آیت کا مکمل قرینِ عقل ترجمہ کر لیتے ہیں تا کہ اتمامِ حجت ہو جائے۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِي أُنزِلَ فِيهِ الْقُرْآنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَن شَهِدَ مِنكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۖ وَمَن كَانَ مَرِيضًا أَوْ عَلَىٰ سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ أَيَّامٍ أُخَرَ ۗ يُرِيدُ اللَّـهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللَّـهَ عَلَىٰ مَا هَدَاكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ (١٨٥)

یہ جنگ و جدل اور ظلم و استحصال کی گرم بازاری [رَمَضَانَ] کی ایک انتہائی مذموم عمومی صورتِ حال [شَهْرُ] تھی جس کے پیشِ نظر قرآن جیسی راہنمائی کی کتاب نازل کی گئی، جو دراصل انسانوں کے لیے ایک دائمی ضابطہِ کردار [هُدًى] کی حیثیت رکھتی ہے اور اسی مقصد کے حصول کے لیے وہ اللہ کی ہدایات کو کھول کر بیان کرتی اور خیر و شر میں فرق کی پہچان کراتی ہے [الْفُرْقَانِ]۔ اس لیے لازم ہے کہ تم سب میں سے جو بھی ایسی جانی بوجھی مذموم صورت حال [الشَّهْرَ] کا مشاہدہ یا سامنا کرے تو وہ اس سے اجتناب کرے / بچے [فَلْيَصُمْهُ]۔ اور پھر ایک بار یہ خیال رہے کہ تم میں سے جو بھی ابھی اپنے ایمان کے بارے میں شبہ یا کمزوری کا شکار ہو (مَرِيضًا)، یا ابھی تعلیم و تلاش کے سفر میں ہو تو وہ اس مقدس مشن کی انجام دہی کے لیے اپنی تیاری (فَعِدَّةٌ) بعد ازاں مکمل کر لے۔ یہ اس لیے کہ اللہ تمہارے ساتھ یعنی تمہارے لیے آسانی و فراوانی چاہتا ہے، تنگی یا مشکلات نہیں۔ اور وہ یہ چاہتا

ہے کہ تم اپنی تیاری / استعداد بہر حال پوری کر لو تا کہ اللہ کی کبریائی اُن خطوط پر قائم کر سکو جیسے کہ اللہ نے تمہیں ہدایات دی ہیں۔ اور اللہ یہ بھی چاہتا ہے کہ تمہاری کوششیں بار آور ہوں،،،،

اگلی آیتِ مبارکہ:-

وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ ۖ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ۖ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ (١٨٦)

تا کہ ایک ایسی روشن مثالی صورتِ حال وجود میں آ جائے کہ اگر میرا کوئی بندہ تم سے میرے بارے میں پوچھے تو تم کہہ سکو کہ میں قریب ہی موجود ہوں اور پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں۔ تا کہ وہ لوگ بھی موجود صورتِ حال کا مشاہدہ کر کے میری طرف متوجہ ہو جائیں اور مجھ پر ایمان لے آئیں تا کہ وہ بھی ہدایت پا جائیں / راہِ راست پر آ جائیں۔

4) رمضان- لَيْلَةَ الصِّيَامِ

تو آیئے درج بالا وضاحتوں کے بعد اپنے علمی سفر میں آگے بڑھتے ہیں۔ دیکھتے ہیں کہ "روزوں کی راتوں" کا گہرا علمی معنی کیا ہے اور یہاں مباشرت، یعنی جنسی عمل کس شرارت کے تحت داخلِ موضوع کر دیا گیا تھا اور حقیقت میں اس سے کیا مراد ہے۔

أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَىٰ نِسَائِكُمْ ۚ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَأَنتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۗ عَلِمَ اللَّـهُ أَنَّكُمْ كُنتُمْ تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنكُمْ ۖ فَالْآنَ بَاشِرُوهُنَّ وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللَّـهُ لَكُمْ ۚ وَكُلُوا وَاشْرَبُوا حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۖ ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ ۚ وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ وَأَنتُمْ عَاكِفُونَ فِي الْمَسَاجِدِ ۗ تِلْكَ حُدُودُ اللَّـهِ فَلَا تَقْرَبُوهَا ۗ كَذَٰلِكَ يُبَيِّنُ اللَّـهُ آيَاتِهِ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ (١٨٧)

"جب تک اس پرہیز اور تربیت کے فقدان کی باعث تاریکیاں مسلط تھیں [لَيْلَةَ الصِّيَامِ] تو تمہارے لیے یہ جائز کر دیا گیا تھا کہ اپنے کمزور طبقات کو [إِلَىٰ نِسَائِكُمْ] بدزبانی اور بیہودگی کا ہدف بناؤ [الرَّفَثُ]، جبکہ حقیقت تو یہ ہے کہ معاشرے میں وہ تمہارے لیے اور تم ان کے لیے لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے ہو۔ اللہ یہ علم رکھتا ہے کہ تم اپنے ہی لوگوں کے ساتھ خیانت کرتے آئے ہو [تَخْتَانُونَ أَنفُسَكُمْ]۔ اُس نے بہر حال تم پر مہربانی کرتے ہوئے تمہیں معاف کیا۔ اس لیے اب اُن سے راست تعلق رکھو [بَاشِرُوهُنَّ] اور اتنا ہی خواہش کرو جو اللہ نے تمہارے لیے جائز کیا ہے، یعنی اُن کے حقوق اپنے فائدے کے لیے غصب نہ کرو۔ اور علم حاصل کرو [وَكُلُوا] اور اس پر اس طرح کاربند ہو جاؤ [وَاشْرَبُوا- to sink in; to absorb] کہ وہ تمہیں اس قابل کر دے کہ دین کی اس روشن صبح [الْفَجْرِ] میں تم سیاہ اور سفید، یعنی خیر اور شر [الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ] میں امتیاز کر سکو۔

پھر اپنا پرہیز اور تربیت کا نظام [الصِّیَامَ] ظلم و استحصال کے تمام اندھیروں تک [إِلَى اللَّيْلِ] پھیلا دو۔ جب کہ ابھی تم خود احکاماتِ الٰہی [الْمَسَاجِدِ] کے بارے میں غور و فکر کرنے اور نظم و ضبط مرتب کرنے [عَاكِفُونَ] کے مراحل میں منہمک ہو تو ابھی اپنے کمزور طبقات میں خوش گمانیاں پھیلانے سے گریز کرو (وَلَا تُبَاشِرُوهُنَّ)۔ یہ جو تمہیں بتائی گئیں یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں ان حدود کی خلاف ورزی کے قریب بھی مت جاو۔ اللہ واضح انداز میں اس لیے تم پر اپنی ہدایات بیان فرماتا ہے تا کہ تم ایسا طریقِ کار اختیار کرو کہ وہ سب لوگ، یعنی معاشرے کے کمزور طبقات بھی قانون کی نگہداشت کرنے والے بن جائیں (لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ)۔"

وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِتَأْكُلُوا فَرِيقًا مِّنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْإِثْمِ وَأَنتُمْ تَعْلَمُونَ (١٨٨)

"نیز پھر تاکید ہے کہ اپنے ہی لوگوں کے درمیان ایک دوسرے کے مال و دولت ناحق طور پر حاصل نہ کرو۔ نہ ہی اس غرض سے حکام تک رسائی حاصل کرو کہ اُن کے ذریعے لوگوں کے اموال کا کچھ حصہ جانتے بوجھتے ہوئے مجرمانہ انداز میں حاصل کر لو۔"

عزیز دوستو، بات (177/2) نیکی اور کشاد کے کاموں (البر) سے شروع ہوئی، مال و دولت یتیموں، ضرورت مندوں، کمزوروں پر خرچ کرنے کا ذکر ہوا، ترکے اور وصیت کے موضوع پر بات ہوئی، حقدار کو اس کا حق دینے کا ذکر ہوا، بالآخر وہیں پہنچ کر بات ختم ہوئی۔ یعنی معاشرے کے کمزور طبقات کے ساتھ زیادتی اور ظلم کا خاتمہ۔ خود ہی سوچیں کہ روزے، یعنی بھوکا رہنے کے موضوع کا ان آیات میں کیا کام اور کیا لینا دینا، اور سیاق و سباق سے کیا تعلق؟؟؟؟ اور پھر "روزوں کی راتیں" اور ان راتوں میں "جنسی عیاشی" کا اس موضوع پر اللہ کے کلام میں کیا دخل؟؟؟؟

آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ قرآن ایک موضوع کا تسلسل توڑ کر یکدم کسی دوسرے موضوع پر بات شروع نہیں کر دیا کرتا، وگرنہ سیاق و سباق کا اصول ہی غارت ہو جاتا۔۔ تاہم سازشی روایتی تراجم قرآن کو تقریبا" ہر مقام پر ایسا ہی کرتے ہوئے دکھاتے ہیں۔ جبکہ قرآن کی آیات تو کجا، سورتیں تک ایک دوسرے سے مربوط ہیں۔ یہی ایک روزے کا موضوع یہاں ناجائز طور پر باقاعدہ ایک ناپاک منصوبہ بندی کے ذریعے داخل کر دینا، جب کہ یہاں ایک یکسر مختلف سیاق وسباق پیش نظر ہے، تمام روایتی تراجم کو کالعدم قرار دے دینے کے لیے کافی ہے۔

5) رمضان: صوم / صیام حج کے تناظر میں۔

اس خاص مقام سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ ان آیات کے تحت "صیام" دراصل مسلمان کے فہم دین اور اتمامِ حجت (حج) کی راہ میں پائی جانے والی کمیوں اور کمزوریوں کو دور کرنے کا ایک تجویز کردہ تربیتی کورس، طریقِ کار اور نظام ہے۔ بھوک، پیاس سے اس کا کوئی دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔

Ramadhan: SOUM/SIAAM **in the perspective of Hajj.**

وَأَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلَّـهِ ۚ فَإِنْ أُحْصِرْتُمْ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۖ وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتَّىٰ يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهُ ۚ فَمَن كَانَ مِنكُم مَّرِيضًا أَوْ بِهِ أَذًى مِّن رَّأْسِهِ فَفِدْيَةٌ مِّن صِيَامٍ أَوْ صَدَقَةٍ أَوْ نُسُكٍ ۚ فَإِذَا أَمِنتُمْ فَمَن تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ إِلَى الْحَجِّ فَمَا اسْتَيْسَرَ مِنَ الْهَدْيِ ۚ فَمَن لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فِي الْحَجِّ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعْتُمْ ۗ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ ۗ ذَٰلِكَ لِمَن لَّمْ يَكُنْ أَهْلُهُ حَاضِرِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّـهَ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّـهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ (١٩٦)

"نیز اللہ تعالیٰ کی منشاء پوری کرنے کے لیے[لِلَّـهِ ۚ] اُسکے عطا کردہ نظریہ حیات کے بارے میں اپنی بحث و دلائل مکمل کرلو[وَأَتِمُّوا الْحَجَّ] اور پھر اس کی ترویج و ترقی کے لیے زندگی گزارو[الْعُمْرَةَ]۔ لیکن اگر ایسا ہو کہ ناساز گار حالات کے حصار میں قید ہو جاو اور یہ فریضہ ادھورا رہ جائے(أُحْصِرْتُمْ) تو پھر سیرت و کردار کے جو بھی محترم اور قیمتی اصول[الْهَدْيِ] میسر ہوں ان پر عمل پیرا رہو۔ اور ان حالات میں اپنے سرکردہ لوگوں کا گھیراو بھی نہ کرو (وَلَا تَحْلِقُوا)جب تک کہ راہنمائی کے قیمتی اصول و قواعد (الْهَدْيُ) پھیل نہ جائیں[يَبْلُغَ]اور مضبوطی سے اپنی جگہ نہ بنالیں[مَحِلَّهُ]۔اس کے باوجود اگر تم میں سے کوئی ابھی اپنے ایمان و یقین کے معاملے میں کسی کمزوری یا شبہ میں مبتلا ہو(مَّرِيضًا)، یا اپنے سربراہ/لیڈر کی طرف سے کسی تکلیف یا سزا کا مستوجب ہوا ہو(أَذًى مِّن رَّأْسِهِ) تو وہ اس کی تلافی[فَفِدْيَةٌ] اس طرح کرے کہ پرہیز کی تربیت حاصل[صِيَامٍ] کرے، یا اپنے برحق موقف کو ثابت کر دکھائے[صَدَقَةٍ]، یا اپنی ذات کی پاکیزگی کا عمل[نُسُكٍ] سرانجام دے۔ پھر اگر تم امن و سکون کی صورتِ حال میں واپس لوٹ آئے ہو، تو پھر جس نے حق کی پیروی اور ترقی میں زندگی گزاری(تَمَتَّعَ بِالْعُمْرَةِ) اور دلائل و حجت تک کے عمل سے فائدہ اٹھالیا ہو(إِلَى الْحَجِّ)تو اس کو جو بھی راہنمائی کے قیمتی اصول(الْهَدْيِ) میسر آگئے ہوں(اسْتَيْسَرَ) وہ ان پر کاربند رہے۔ اور جس کو یہ سب حاصل نہ ہوا ہو(فَمَن لَّمْ يَجِدْ) تو وہ دین اللہ کی اتمامِ حجت کے ضمن میں(فِي الْحَجِّ) تین ادوار کی(ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ) پرہیز گاری کی تربیت (فَصِيَامُ) حاصل کرے۔ اگر تم اس مشن سے رجوع کر چکے ہو(إِذَا رَجَعْتُمْ)یعنی ناساز گار حالات کی بنا پر اس فریضے کو ترک کر چکے ہو تو پھر از سرِ نو متعدد بار[سَبْعَةٍ] کی پرہیزی تربیت ضروری ہو گی۔ معاشرے کے ارتقائی مرحلے کی تکمیل [عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ]کا یہ ہی طریقہ ہے۔ یاد رہے کہ یہ تمام طریق کار اُن مخصوص افراد کے لیے تجویز کیا گیا ہے جن کی اہلیت یا استعداد (أَهْلُهُ)ابھی واجب التعمیل احکامات کو تسلیم کرنے [الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ] یا ان کی مکمل اطاعت پر کاربند رہنے[حَاضِرِي] کے لیے کافی نہیں ہے۔ البتہ تم سب اجتماعی طور پر اللہ کے قوانین کی نگہداشت کرتے رہو اور یہ جان لو کہ اللہ کی گرفت شدید ہوتی ہے۔"

6) رمضان–صوم / صیام بطور سزا

واضح رہے کہ یہاں "صیام" بطور قتل کی سزا کے ایک متبادل کے طور پر تجویز کیا گیا ہے۔ ایک غلط العام کے باعث یہاں لفظ "قتل" کو انسانی جان کے قتل کے معنی میں لیا جاتا ہے۔ جبکہ ایسا ہر گز نہیں ہے۔ کیونکہ ایسا ممکن ہی نہیں ہو سکتا کہ قتل جیسے بڑے جرم اور گناہ کبیرہ کی سزا صرف "صیام" یعنی عرفِ عام میں، روزے رکھنا تجویز کی جائے۔ پس یہاں نہ "قتل" عامیانہ معنوں میں "جان کا ضائع کر دینا" ہے، اور نہ ہی صوم / صیام روایتی سازشی معنوں میں بھوکا رہنا ہے۔ یہاں قتل کا معنی " مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ" کی عبارت سے واضح ہو جاتا ہے، یعنی کہ "جو کچھ کہ سہولیات / آسائشات / نعمتوں میں سے ممنوع کر دیا گیا، جس سے محروم کر دیا گیا، جو حق تھا مگر ضبط کر لیا گیا"۔ آیت کے الفاظ پر غور کی ضرورت ہے۔

آیات : 94/5 - 97

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَيَبْلُوَنَّكُمُ اللَّـهُ بِشَيْءٍ مِّنَ الصَّيْدِ تَنَالُهُ أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ لِيَعْلَمَ اللَّـهُ مَن يَخَافُهُ بِالْغَيْبِ ۚ فَمَنِ اعْتَدَىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَلَهُ عَذَابٌ أَلِيمٌ (٩٤)

"اے اہلِ ایمان، اللہ تعالیٰ تمہیں ضرور ان قیدیوں کے معاملے (مِّنَ الصَّيْدِ) میں آزمائش میں ڈالے گا جو تمہاری فوجی طاقت کے ذریعے (أَيْدِيكُمْ وَرِمَاحُكُمْ) تمہارے قبضے میں آتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ یہ خوب جان لے کہ کون آنے والے نتائج کے حوالے سے اللہ کا خوف رکھتا ہے۔ پس اس کے بعد جو بھی حدود سے تجاوز کرے گا اس کے لیے دردناک عذاب ہے۔(٩٤)"

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْتُلُوا الصَّيْدَ وَأَنتُمْ حُرُمٌ ۚ وَمَن قَتَلَهُ مِنكُم مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ يَحْكُمُ بِهِ ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ هَدْيًا بَالِغَ الْكَعْبَةِ أَوْ كَفَّارَةٌ طَعَامُ مَسَاكِينَ أَوْ عَدْلُ ذَٰلِكَ صِيَامًا لِّيَذُوقَ وَبَالَ أَمْرِهِ ۗ عَفَا اللَّـهُ عَمَّا سَلَفَ ۚ وَمَنْ عَادَ فَيَنتَقِمُ اللَّـهُ مِنْهُ ۗ وَاللَّـهُ عَزِيزٌ ذُو انتِقَامٍ (٩٥)

"اے اہلِ ایمان، گرفتار شدگان [الصَّيْدَ] کے ساتھ ظلم و بے رحمی کا سلوک کرتے ہوئے انہیں ذلیل و حقیر نہ کرو [لَا تَقْتُلُوا] جب کہ تم پر ایسا کرنے کی ممانعت [حُرُمٌ] بھی ہے۔ پھر بھی اگر کوئی تم میں سے ارادتاً ان کے ساتھ اس زیادتی کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کی سزا اسی کے مطابق ہے جس قدر کہ اس نے قیدی کو آرام و سہولیات سے محروم کیا ہے [قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ]۔ اس سزا کا فیصلہ تم میں سے دو اصحابِ عدل کریں گے۔ یہ وہ ہدایت ہے جو نہایت بلند مقام [الْكَعْبَةِ] کی حامل ہے۔ بصورتِ دیگر اس کا کفارہ مساکین کے لیے معاش کے اسباب مہیا کرنا ہے، یا اس کا مساوی بدل [عَدْلُ ذَٰلِكَ] پرہیزگاری کے ایک کڑے تربیتی نظام سے گذرنا ہے (صِيَامًا)۔ تاکہ وہ اپنی اس روش کے برے نتیجے کا ذائقہ چکھے۔ اللہ تعالیٰ نے وہ سب معاف کر دیا ہے جو کچھ اس ضمن میں ماضی میں گذر چکا ہے۔ لیکن جو اب بھی اس کا اعادہ کرے گا تو اللہ اس سے انتقام لے گا۔ یاد رہے کہ اللہ غلبہ رکھنے والا ہے اور انتقام کی قدرت بھی رکھتا ہے ۔ (٩٥)"

أُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ وَطَعَامُهُ مَتَاعًا لَّكُمْ وَلِلسَّيَّارَةِ ۖ وَحُرِّمَ عَلَيْكُمْ صَيْدُ الْبَرِّ مَا دُمْتُمْ حُرُمًا ۗ وَاتَّقُوا اللَّـهَ الَّذِي إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ (٩٦) جَعَلَ اللَّـهُ **الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ الْحَرَامَ** قِيَامًا لِّلنَّاسِ وَالشَّهْرَ الْحَرَامَ وَالْهَدْيَ وَالْقَلَائِدَ ۚ ذَٰلِكَ لِتَعْلَمُوا أَنَّ اللَّـهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَنَّ اللَّـهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (٩٧)

"تمہارے لیے ایسا قیدی رکھنا جائز ہے جو کوئی مال و دولت کی کثرت والا بڑا/مشہور آدمی ہو(صَيْدُ الْبَحْرِ) اور جس کے وسائل تمہارے لیے اور تمہارے لوگوں کی نقل و حرکت کے لیے اسباب مہیا کریں(وَطَعَامُهُ مَتَاعًا) ۔اور پرہیز گار، نیک طینت و نیک سیرت قیدی(صَيْدُ الْبَرِّ) رکھنا تمہارے لیے ممنوع ہے جب تک کہ تمہیں ایسا کرنے سے روکا گیا ہے۔پس ان معاملات میں اللہ کے احکامات کی پرہیز گاری کرو جس کے پاس تم نے جمع ہو کر پیش ہونا ہے۔(٩٦)

بڑے بلند مقام کا حامل(الْكَعْبَةَ) بنایا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محترم مرکزِ ہدایت کو(الْبَيْتَ الْحَرَامَ)، جو انسانوں کو ایک ہمہ گیر استحکام عطا کرتا ہے، خواہ وہ معاہدوں کی رو سے عائد شدہ پابندیوں کی صورتِ حال یا کیفیت[الشَّهْرَ الْحَرَامَ] میں ہو، حسنِ سیرت کے قیمتی اصولوں [الْهَدْيَ] کی پیروی میں ہو ، یا تم پر عائد دیگر ذمہ داریوں[الْقَلَائِدَ] کی بطریق احسن ادائیگی میں۔یہ خاص طور پر تمہارے علم میں لایا جارہا ہے کہ اللہ تعالی اس پوری کائنات میں جو کچھ بھی ہو رہا ہے اس سے باخبر رہتا ہے کیونکہ اس کا علم ہر شے کو محیط ہے(٩٧)"

صَيْدُ الْبَحْرِ: ب ح ر:Ba-Ha-Ra

Slit, cut, divide lengthwise, split, enlarge or make wide man of great wealth, abundance and generosity; ocean, sea, a large expanse of water, a great river, etc.

صیدالبر: ب ر ر= **Ba-Ra-Ra** =

Being pious, kind, good, gentle, affectionate, beneficent, just, righteous, virtuous, honest, true, veracious, sweet of speech, merciful
Sinlessly performing something
Recompensing, rewarding for obedience, accepting and/or approving
Driving or calling sheep/goats
Verifying or proving an oath true
One who overcomes, overcoming someone with good actions or speech
Overcoming an adversary or overcoming by evil
Talking too much, confused clamor, noise, crying out, talking in anger or confusion, talking unprofitably
Ampleness, largeness or extensiveness
Land or elevated ground open to view, out of doors or exposed to view
Wheat, grain/s of wheat or coarsely ground flour
Obedience
Good, sweet or pleasant word expression or saying
Of, belonging to or relating to the land and or the desert/waste
External, outward, apparent or public
A truly and honestly executed sale

صید : captured, caught, trapped, usually in game hunting ؛ پکڑا، گرفتار کیا ہوا، قیدی۔

الْكَعْبَةَ: بڑے بلند مقام کا حامل۔

الْبَیْتَ الْحَرَامَ: قابلِ احترام نظریاتی مرکز

الشَّھْرَ الْحَرَامَ: ممنوعہ / پابندیوں کی صورتِ حال / کیفیت

دینِ حق کی جستجو میں استغراق رکھنے والے ساتھیو! اب وقت آ گیا ہے کہ وہ تمام فرسودہ تفاسیر وتراجم ردی کی ٹوکری میں پھینک دیے جائیں جن کے ذریعے سازشوں کے شکار غلامانہ ذہن رکھنے والوں نے دین اللہ کو بازیچہِ اطفال بنادیا ہے۔ ایسے تمام تفاسیر وتراجم زمین میں گہرے گاڑ دیے جائیں جنہوں نے قرآن کے ادبِ عالی کے حامل اسلوبِ نگارش کو عامیانہ زبان دے کر گھٹیا بنایا اور برباد کیا، اور اس کے حقیقی پیغام کو مسخ کر دیا ہے۔ قرآن حکیم کی عہد ملوکیت کی ایسی تمام ترجمانی جو مسلمان کو پرستش اور عبادات کی لایعنی اور غیر نتیجہ خیز رسومات کی پابند کرتی ہے حرفِ غلط کی طرح تاریخ سے مٹادی جائے۔

"" قرآنِ عربِی معلّیٰ کا ایک ادبی شاہکار ہے""۔ اسے اگر اسی عالیشان اسلوب کا مکمل لحاظ رکھتے ہوئے ایک کلاسیکل اردو ترجمے کی شکل میں منتقل کر لیا جائے تو یہ کسی تشریح وتفسیر کا محتاج نہیں ہے،،، بلکہ صدقِ بسیط اور کشف واکتشاف کے نئے افق کھول دیتا ہے۔۔۔۔ کیونکہ ہمارے آقا و مولا نے خود اسے مفصلا" اور تفسیرا" بیان کر دیا ہے۔ اس کی ایک بہت مختصر اور روشن مثال ابھی اوپر کی سطور میں آپ کی نظر سے گذری ہے۔ جہاں ایک بھی لفظ قرآن کے علاوہ کسی بھی اور ماخذ سے لا کر درج نہیں کیا گیا۔ نہ ہی کوئی تشریح اور تفسیر ذاتی خیالات وتصورات کے ذریعے یا ذاتی الفاظ کے ذریعے کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

بنی امیہ کے بدنیت غاصب سلاطین کا تیار کردہ یہ 2 نمبر اسلام جس پر آج پوری اسلامی دنیا اندھوں کی مانند عمل پیرا ہے، نہ کوئی منطق رکھتا ہے، نہ جواز، نہ ہی قرینِ عقل ہے۔ یہ ہمارے لیے باعثِ ندامت وشرمندگی ہے۔ ہمیں اسے اس کی موجودہ شکل میں تعلیم یافتہ اور سائنٹیفک دنیا کے سامنے پیش کرتے ہوئے معذرت خواہانہ انداز اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اور بے شمار لنگڑی تاویلیں اس کے جواز میں گھڑ کر پیش کرنی پڑتی ہیں۔

آیئے قدیم تاریخی دھوکے سے بچتے ہوئے صوم کے موضوع کو درجِ بالا گہری علمی ریسرچ کی بنیاد پر کیے گئے خالص علمی، ادبی اور قرین عقل (Rational) ترجمہ کے ذریعے قرطاسِ عالم پر پھیلانے کی کوششیں شروع کر دیں تاکہ ایک دن ساری دنیا ہدایتِ الٰہی کے نور سے جگمگا اُٹھے۔

واللہ الموفق۔